محترمہ عائشہ خاتون*

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی حدیثی خدمات: ایک مطالعہ

مولانا اعظمی کا شمار چودہویں صدی ہجری کے ہندوستان کے جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ آپ اسلامی علوم وفنون میں یکتائے زمانہ اور یگانۂ روزگار تھے، مولانا کی شخصیت اتنی ہمہ جہت اور متنوع تھی کہ ان کو کسی ایک جہت وفن کا ماہر اور شناور قرار دے کر دوسرے جوانب و جہات سے اعراض اور صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ادب ولغت، فقہ وتفسیر، حدیث وتاریخ اور تذکرہ وتراجم ہوں یا منطق وفلسفہ ہر ایک میں مولانا کا تفوق، فضل وکمال اور عبقریت مسلّم تھی اور وہ ان تمام علوم وفنون میں بلند وبالا مقام پر فائز تھے۔

علاّمہ اعظمیکی ہمہ جہت شخصیت کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ آپ کا اصل میدان اور آپکی مذاقت ومہارت کا اصلی مرکز کیا تھا؟ البتہ اگر مولانا کی تحریروں اور علمی کاوشوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ علم وفن کے ہر شعبہ میں یگانہ اور یکتا تھے۔ آپ کی کوئی بھی تحریر اٹھالی جائے وہ فقہی نکات اور حدیث ورجال کے مباحث سے معمور، اور زبان وادب کی شوخی اور دلکشی سے آراستہ وپیراستہ ہوتی ہے۔

مولانا نے حدیث کی ایسی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں جس کی وجہ سے برصغیر ہی میں نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں اپنے علمی کارناموں کی بناء پر مشہور ہوئے مولانا اعظمیکا اصل کام درس و تدریس تھا حدیث واسماء الرّجال آپکا خاص فن تھا اور اس پر آپ کو عظیم دسترس حاصل تھی مخطوطات میں بھی بہت دلچسپی لیتے تھے جو مخطوطہ ہونے کے باعث علماء کی دسترس سے خارج ہے لیکن مولانا نے ان مخطوطوں کو مختلف نسخوں کی مدد سے تصحیح وتعلیق اور مفید حواشی کیساتھ شائع کرکے اصحاب علم وتحقیق پر بڑااحسان کیا ہے۔

مولانا نے جن کتب کو ایڈٹ کیا اس پر عالمانہ مقدمہ بھی تحریر کیا جن میں مصنّف کے حالات وکمالات کے علاوہ ان موضوعات پر پہلے اور بعد میں لکھی جانے والی کتب کا تذکرہ کرکے زیر اشاعت کتاب کی اہمیت و افادیت کو چار چاند لگایا ہے۔ حواشی وتعلیقات میں مختلف نسخوں کے فرق واختلاف، متن میں درج آیات و احادیث کی تخریج، رجال واسناد کی تحقیق، مشکل آحادیث اور غریب الفاظ کی شرح بیان کردی گئی ہے۔ (۱)

* ریسرچ اسکالر، شعبہ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

دوسری مشہور متداول کتابوں کی حدیثوں سے زیرِ نظر کتب کی مطابقت و اختلاف کو واضح کر کے ان کی صحت و خطا کا فیصلہ کیا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

فتح المغیث ، مسند حمیدی ، مصنّف ابن ابی شیبہ ، مصنّف عبد الرزّاق ، کتاب السّنن ، کتاب الزھد و الرّقائق اور الحاوی علیٰ رجال الطّحاوی وغیرہ ہیں۔ (۲) جنکی تلخیص ملاحظہ ہو۔

الحاوی علیٰ رجال الطحاوی کی تصنیف

الحاوی کی تصنیف مولانا کا سب سے ممتاز اور اہم کارنامہ ہے حافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ کی دو مشہور کتابیں شرح معانی الآثار و شرح مشکل الآثار جو اسلامی دنیا میں اہمیت کی حامل ہیں مولانا اعظمیؒ نے ان دونوں کتب کے رجال و رواۃ کو یکجا کر کے ان کے حالات کو ضبطِ قلم کیا ہے۔ یہ ایک ایسا نادر و نایاب کارنامہ ہے جن میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے، اس کتاب کے کچھ حصّے کو دیکھ کر علامہ انور شاہ کشمیری نے حیرت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اتنی مختصر سی مدت میں اتنی اہم کتاب کی تصنیف؟" کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت مولانا کی عمر صرف ۲۹ سال تھی۔ (۳)

کتاب الزھد و الرّقائق

عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) جو دوسری صدی ہجری کے مشہور محدّث ہیں، مولانا کو اس کتاب کے تالیف کرنے کا خیال اس وقت آیا جب آپ دوسری کتاب مصنّف عبد الرزّاق کی تحقیق و تعلیق میں مصروف تھے شاہ قطر نے اس کتاب کا ایک نسخہ مولانا کو بطورِ ہدیہ ارسال فرمایا، جسے دیکھ کر آپ کے اندر اس پر کام کرنے کا ذوق پیدا ہوا لہٰذا آپ نے اس کے تین نسخوں کو اکٹھا کیا اور اس پر کام کرنا شروع کر دیا اس کتاب کے آغاز میں ایک وسیع مقدمہ ہے جس میں زہد کا مکمل تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، اس کی اہمیت کو قرآن و حدیث اور علماء کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے پھر تینوں نسخوں کے راویوں کا بالتفصیل تذکرہ ہے۔ مقدمہ کے اختتام پر مولانا نے تحشیہ و تحقیق سے متعلق اپنے طریقے کا بھی اظہار کیا ہے اور اخیر میں تعلیقات کی تحریر کے بعد مزید جو نئی تحقیقات حاصل ہوئی ہیں ان کو الاستدراك و التّعقیب کے نام سے قلمبند کیا ہے، کتاب کی دو جلدیں ہیں جو ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوئیں۔ (۴)

مسند حمیدی:

زیرِ نظر کتاب امام بخاریؒ کے استاد امام ابو بکر عبداللہ بن زبیر حمیدی (م ۲۱۹ھ) کی مرتب کردہ ہے اور بہت مقبولیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کی تحقیق و تعلیق مولانا اعظمیؒ نے کی۔ اس کتاب کے تین مخطوطے ہندستان کے کتب خانوں میں اور چوتھا دمشق میں تھا مولانا نے تینوں مخطوطات کی روشنی میں مسند حمیدی مرتب کی اور

چوتھا مخطوطہ اس وقت ملا جب کتاب پریس میں چلی گئی۔ (۵) لہٰذا مولانا نے مسند میں مذکور حدیث کو احادیث کے دوسرے مجموعوں میں تلاش کر کے اسکی نشان دہی کر دی ہے اور ساتھ ہی ساتھ حوالہ بھی دیا تا کہ مسند میں مذکور روایت کا وزن اور تصحیح کا صحیح معنیٰ میں حق ادا ہو جائے، اگر روایت کے متعدد طرق ہیں تو ان کی بھی نشان دہی کر کے کتاب کا حوالہ دے دیا ہے تصحیح متن کے ساتھ الفاظِ غریبہ کے معنیٰ و مفہوم بھی لکھ دیے ہیں اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں حدیث کی تشریح و توضیح بھی حاشیہ میں کر دی ہے۔ (۶)

المصنّف

مصنّف عبد الرزاق احادیث و آثار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ ہے جس کے مصنّف حافظ ابو بکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی (م ۲۱۱ھ) ہیں، یہ ایک ایسی نایاب کتاب ہے جس سے بہت سے کبار محدثین مثلاً امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راھویہؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ نے استفادہ کیا ہے، لیکن یہ کتابی شکل میں یکجا نہیں تھی اس کے اجزاء دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود تھے جس کا جمع کرنا محال تھا کیونکہ یہ کتاب ساڑھے چھ ہزار صفحات پر اور اکیس ہزار احادیث پر مشتمل تھی۔ جس کو حرف بحرف پڑھ کر حدیث کی تخریج کرنا نہایت مشکل امر تھا مولانا نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ ایک ایک لفظ کی تحقیق کی مصنف کی روایتوں کو حدیث کے دوسرے مجموعوں میں تلاش کر کے اس کے حوالے دیے۔ سہو کتابت سے بھی کسی لفظ کی کمی و بیشی پر اس کو حوالوں کے ساتھ درست کیا، نصوص کی تصحیح پر تقریباً ۳۵ احادیث کے مجموعوں کو مدِّ نظر رکھا۔ ہر ایک کے حوالے حواشی میں موجود ہیں کتاب گیارہ جلدوں میں ہے جس کا پہلا ایڈیشن مجلسِ علمی ڈابھیل میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی اور دوسرا بیروت سے۔ (۷)

مختصر الترغیب و الترھیب

مشہور و معروف محدّث حافظ منذری کی کتاب الترغیب و الترھیب نے اسلامی دنیا میں کافی شہرت حاصل کی یہ کتاب ترغیب و ترہیب کے نظریہ سے اُحادیث کا انتخاب ہے۔ اس انتخاب میں بہت سی روایات متن کے اعتبار سے ضعیف تھیں اور بہت سی سند کے۔ انہی تمام وجوہ کی بناء پر حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے حافظ منذری کی کتاب کی تلخیص کی اور صرف ان روایتوں کو منتخب کیا جو متن و سند کے اعتبار سے قوی تھیں، جس کی وجہ سے کتاب مختصر ہونے کے ساتھ مستند بھی ہوگئی۔ (۸)

لیکن کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی اس کے تین مخطوطے مولانا اعظمیؒ کو ملے انہوں نے ان مخطوطوں کو سامنے رکھ کر کتاب کے متن کی تصحیح فرمائی، جہاں راویوں کے ناموں میں فرق تھا اس کو درست کیا اور پھر یہ کتاب مکتبہ الغزالی دمشق سے شائع ہوئی۔ (۹)

السنن لسعید بن منصور

حافظ ابوعثمان سعید بن منصور بن شعبہ مروزی (م ۲۲۷ھ) کا شمار علم حدیث کے بڑے بڑے محدثین میں کیا جاتا ہے ان کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ جیسے عظیم محدثین کے استاد تھے۔ امام سعید بن منصور کا شمار صاحبِ تصنیف محدثین میں ہوتا تھا۔ ان کی کتاب "السنن" اہل علم اور محدثین کے یہاں مقبول تھی اور ان کے لیے ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ اُحادیث کی شرح و تخریج کے سلسلے میں جو کتابیں تصنیف کی گئی ہیں ان میں اس کتاب کے بکثرت حوالے آتے ہیں، لیکن اس کے نسخوں کی نایابی کی وجہ سے ایک زمانہ سے براہِ راست اس کی طرف مراجعت کرنا اور اس سے استفادہ کرنا اہل علم کے لئے ممکن نہ تھا حتّٰی کہ دنیا کے کسی کتب خانہ میں اس کے کسی نسخے کی موجودگی کا بھی علم نہیں تھا۔ ۱۳۸۰ھ میں ترکی کے ایک سفر کے دوران مشہور عالم و محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کو وہاں کے ایک کتب خانے میں اتفاقاً اس کا ایک مخطوطہ مل گیا وہ تیسری جلد تھی جو کہ پہلی و دوسری جلد پر مشتمل تھی، ڈاکٹر صاحب نے اس مخطوطے کو مولانا میاں سملکی کے پاس بھیجا انہوں نے مولانا اعظمی کے سامنے اس کی تحقیق کی تجویز رکھی۔ مولانا کا خاص شغف چونکہ علم حدیث تھا اس لیے عدیم الفرصتی کے باوجود اس کام کو کرنے کا بیڑا اٹھالیا اور اس کتاب کی تحقیق و تعلیق کر ڈالی۔ جو کہ ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء میں مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی۔ (۱۰)

المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية

اس کتاب کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے آٹھ مسندوں کی روایتوں کو اُبوابِ فقہیہ کی ترتیب پر جمع کیا یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں تھی۔ مولانا اعظمی نے متن کی تصحیح کر کے موجودہ انداز پر علامتوں کے ساتھ نقل کرایا اور جو اضافہ کیا اس کو قوسین میں کر دیا تا کہ اصل کتاب سے امتیاز باقی رہے۔ اگر مسند کے رجال پر کلام ہے تو اس کو فن اُسماء الرجال کی روشنی میں واضح کیا، اور پھر اپنی رائے بھی دی، یہ کتاب چار جلدوں میں مرتب ہوئی اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں کویت کے مطبع عصریہ میں شائع ہوئی۔ (۱۱) کتاب کے شروع میں ابن حجر عسقلانیؒ کے حالاتِ زندگی ان کے علم و فضل اور علمی کارناموں سے قاری کو روشناس کرایا گیا ہے۔

نصرة الحديث

نصرۃ الحدیث کو مولانا نے ان لوگوں کے سوالات کے جوابات میں تصنیف کیا ہے جس میں بہت ہی غلط انداز میں سلفِ صالحین، ائمہ و محدثین حتّٰی کہ صحابہ تک پر بہتان تراشی و افتراء پردازی کی گئی ہے اور انکارِ حدیث کے نارواء اُسباب پیش کیے گئے تھے اس بہتان تراشی کو ہٹانے کے لیے محمد بہاء الحق قاسمی امرتسری نے مولانا سے درخواست کی کہ کوئی ایسی کتاب لکھیں جس سے اس الزام کو رد کیا جائے اس کے

پاداش میں مولانا نے نصرۃ الحدیث لکھی، جس میں مولانا نے مستشرقین اور بہت سے روشن خیال اور نام نہاد مسلم مصنفین کی طرف سے حدیث کی حجیت اور اس کے درجۂ استناد پر کئے جانے والے اعتراضات کو تارِ عنکبوت کی طرح کمزور اور بالکل بے سرو پا ثابت کردکھایا ہے۔ (۱۲)

فتح المغیث

ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی (م ۸۰۶ھ) حدیث کے بہت بڑے امام و حافظ تھے، انہوں نے اصول حدیث پر "الفیۃ" کے نام سے ایک منظوم رسالہ تصنیف فرمایا تھا۔ اس منظومہ کی شرح نثر میں مشہور محدث حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے، جو علم حدیث پر بڑی ہی جامع، وقیع اور اہم کتاب خیال کی جاتی ہے، یہ کتاب مطبوعہ و دستیاب تھی لیکن کتابت و طباعت کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے بھری پڑی تھی۔ مولانا اعظمی کے دل میں اس کا صحیح نسخہ شائع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ نے اس کے کئی نسخوں کا باہم مقابلہ کر کے ایک تصحیح شدہ نسخہ تیار کیا، اور مطبعۃ الاعظمی مئو سے طبع کیا اس کتاب کی تین جلدیں تھیں لیکن افسوس کہ اس کی صرف ایک ہی جلد مولانا کی تصحیح سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہو سکی۔ (۱۳)

اس کے علاوہ بھی مولانا کی اور بھی بہت سی خدمات ہیں جن میں سے چند کا خلاصہ یہاں درج کیا گیا ہے۔ المختصر علم وفن کا یہ سورج ۱۹۹۲ء کو اس دارِ فانی سے دارِ آخرت کو سدھار گیا جنہوں نے اپنی ستر سالہ زندگی میں بہت سے عظیم کارہائے نمایاں کام انجام دیے اور ساتھ ہی ایسا اُثاثہ چھوڑا ہے جس سے رہتی دنیا تک کے لوگ مستفید ہوتے رہیں گے، بقول شاعر......

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مراجع ومصادر

۱۔ معارف، اپریل ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۸۔ ۲۔ معارف، اپریل ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۸۔
۳۔ حیات ابوالمآثر، ڈاکٹر مسعود احمد اعظمی، ۲۰۰۰ء، ص ۸۷ا۔
۴۔ مجلۂ المآثر، سہ ماہی (اکتوبر، نومبر، دسمبر) ۱۹۹۲ء، کتاب الزہد والرقائق، اعجاز احمد اعظمی، ص ۲۸ تا ۴۲۔
۵۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۶۹۔ ۶۔ دبستان دیوبند کی علمی خدمات، اُسیر ادروی، دارالمصنفین دیوبند، ۱۹۹۵ء، ص ۱۵۶
۷۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۷۱۔۷۰ ۸۔ دبستان دیوبند کی علمی خدمات، ص ۱۶۵۔
۹۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۷۳۔ ۱۰۔ ہندوستان اور علم حدیث، مولانا فیروز اختر ندوی، ۲۰۱۲ء، ص ۶۹۹/۷۰۰۔
۱۱۔ حیات ابوالمآثر، مقدمہ، ص ۷۳۔ ۱۲۔ حیات ابوالمآثر، ص ۱۸۲۔۱۸۳۔
۱۳۔ ہندوستان اور علم حدیث، مولانا فیروز اختر ندوی، ۲۰۱۲ء، ص ۷۰۷۔